مزارعت کے بارے میں مولانا محمد طاسین کا نقطۂ نظر

ایک تحقیقی جائزہ

ساجد جمیل *

ABSTRACT:

Contract on Agricultural Land and its production is called Muzara't.
According to Imam Abu Hanifa (R.A.) such type of contract is depraved and is not practicable. This proposition or problem has always been controversial among Muslim scholars. However, under some specific circumstanced prudent Sahibain has approved this practice and have given their religious decision (Fatwa) in it's favour. But through the passage of time it has been observed that this system has been beneficial only where two parties remained faithful among themselves. Otherwise it has been mis-used throughout centuries by cunning and worldly peoples.
This is not a solution that we should completely stop such contracts but we must look upon this problem from Islamic Point of view. In this context very few scholars have paid attention. Moulana Taseen is prominent scholar of his time. He has condemned the Capitalism,Industrialism and Agriculturism (Land Lordship) by explaining its pros and cons and affects on poor people. In fact this is a great conspiracy, prepared by mutual understanding of these groups just to haveeffective control and todominate innocent workers whether they are working in a factory or in an agricultural field.
This problem has been controversial from the very beginning and Maulana Taseen has opposed this problem by discussing / explaining in depth and giving concrete reasons in his research work.

انسانی معاشرے میں جہاں سرمایہ داری نظام نے صنعت وتجارت کے ذریعے انسانیت کا استحصال جاری رکھا ہوا ہے۔وہ کھیتوں اور کھلیانوں میں بھی انسانی زندگی اجارہ داریوں کی بھینٹ چڑھ رہی ہے۔اگرچہ آج کے دور میں زراعت بھی صنعت کا درجہ حاصل کر چکی ہے لیکن پسماندہ ممالک میں زمینوں پر اجارہ داری، جاگیرداریت کی صورت میں نظر آتی ہے۔اور سرمایہ دار اور جاگیردار کے گٹھ جوڑ سے محنت کشوں اور کسانوں کی محنت کا استحصال ہوتا ہے۔پاکستانی معاشرے میں جہاں سرمایہ داری اور جاگیرداری نظام گزشتہ نصف صدی سے انتہائی فرسودہ شکل میں موجود ہے اور معاشرے میں ظالمانہ طبقات کا ذریعہ بنا ہوا ہے۔ایسے حالات میں بعض اہل علم نے مزارعت کے حق میں فتاویٰ جاری کر کے نہ صرف اس ظالمانہ روش کو قائم رکھا ہوا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ حقیقی اسلامی عادلانہ تعلیمات کے حوالے سے اہل علم طبقے میں شکوک

* ریسرچ اسکالر، کراچی یونیورسٹی، برقی پتا: jamilsajid543@gmail.com
تاریخ موصولہ: ۱۳/اپریل ۲۰۱۴ء

وشبہات پیدا ہو کر رہ گئے ہیں۔مولانا محمد طاسین نے اس ماحول میں اس موضوع پہ قلم اٹھایا اور ایک مخلص اور دیانت دار عالم دین کی حیثیت سے مزارعت کے حوالے سے قرآن وحدیث اور صحابہ اکرامؓ کی روایات اور ائمہ اکرام کے اقوال کی روشنی میں یہ واضح کیا کہ مزارعت ناجائز اور باطل ہے۔اور اس سے جاگیرداریت اور استحصال میں اضافہ ہوتا ہے۔مولانا نے جہاں سرمایہ داری کے انسداد پر زور دیا اور اس کے مقابلے میں اسلام کا معاشی نظام پیش کیا جو سرمایہ داریت کو معاشرے میں پیدا ہونے سے روکتا ہے۔وہاں آپ نے جاگیردارانہ مزارعت کی بھی مذمت کی اور اسلام کے اس تصور کو واضح کیا کہ جاگیرداریت اور مزارعت ظلم ہے اور معاشرے کے اندر انسان کو غلام اور لاچار بنانے کے حربے ہیں۔اسلامی دور میں خیر القرون سے ہی فقہاء میں مزارعت کے معاملے میں اختلاف رہا ہے۔اگرچہ کہ مولانا نے اپنی تحقیق کے نتائج میں مزارعت کی سختی سے مخالفت کی ہے اور اس سلسلے میں نہایت مدلل انداز سے علمی بحث کی ہے۔لیکن اس موضوع پہ تحقیقی کام کے مقاصد بیان کرتے ہوئے انہوں نے لکھا ہے کہ "میں یہ واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس بحث میں میرا مقصد نہ کسی خاص فقہی مسلک وموقف کی حمایت وتائید کرنا ہے اور نہ مخالفت وتردید، بلکہ یہ واضح کرنے کی کوشش کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کی رو سے مزارعت ایک جائز وحلال معاملہ ہے یا ناجائز وحرام معاملہ؟"(۱) مولانا نے اس سلسلے اپنا نقطہ نظر ثابت کرنے کے لیے جن پہلوؤں کو زیر بحث لایا ہے وہ پیش خدمت ہیں۔

مزارعت کی لغوی تحقیق

مزارعت پر تحقیقی بحث سے پہلے مختصر لغوی تحقیق مفید رہے گی۔مزارعۃ باب مفاعلۃ سے ہے جس کا مادہ زراعۃ ہے جس کا معنی زمین کو بونا اور کاشت کرنا ہے یا زَرَعَ ہے جس کے تین معنی ہیں اگانا، بیج زمین میں ڈالنا، کھیتی۔جب زراع کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں اگانا اور جب اس کی نسبت انسان کی طرف ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں زمین میں بیج ڈالنا تخم ریزی کرنا۔تو مزارعۃ کے معنی ہوئے دو اشخاص کا زراعت یا زرع میں ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونا، ایک زراعت یا زرع کے لیے زمین پیش کرتا ہے اور دوسرا اپنی محنت ومشقت۔مزارعت کے مترادف حروف مخابرۃ، محاقلۃ اور کراء الارض ہیں۔(۲)

مزارعت کے معاملے میں فقہی اختلاف

مولانا طاسین بیان کرتے ہیں کہ

"معاملہ مزارعت ایک متنازع اور مختلف فیہ معاملہ ہے جس کے جواز اور عدم جواز کے متعلق فقہاء اسلام کے درمیان اختلاف خیر القرون سے چلا آرہا ہے مثال کے طور پہ ائمہ مجتہدین میں سے بعض اس کے عدم جواز اور بعض اس کے جواز کے قائل تھے۔دوسروں کا تو ذکر ہی کیا خود امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے مابین اس

کے جواز وعدم جواز سے متعلق اختلاف تھا، اور پھر یہ اختلاف اولیٰ وغیر اولیٰ اور راجح و مرجوح کی قسم کا اختلاف نہ تھا بلکہ صحت و بطلان اور حلال و حرام کا اختلاف تھا۔ جو حضرات اس کے عدم جواز کے قائل تھے وہ اسے اصولی اور بنیادی طور پر فاسد و باطل معاملہ سمجھتے اور اس کی کسی شکل کو صحیح نہ کہتے تھے۔ جبکہ دوسرے حضرات اس کو اصولی و بنیادی طور پر صحیح معاملہ البتہ اس کی بعض شکلوں کو خارجی مفاسد کیوجہ سے فاسد و ناجائز سمجھتے تھے، گویا بعض کے نزدیک یہ معاملہ فی نفسہ حرام و باطل معاملہ اور دوسروں کے نزدیک بذاتہ یہ معاملہ حلال و صحیح معاملہ تھا۔ لہٰذا ان کے درمیان یہ اختلاف تضاد و تناقض کی طرح کا تھا جس میں دو مختلف باتوں سے ایک کو ماننے سے دوسری کا انکار اور ایک کی نفی سے دوسری کا اثبات لازم آتا ہے اور پھر چونکہ فقہاء کے مابین یہ اختلاف اسلام اور قرآن وحدیث کے حوالے سے تھا۔ یعنی جو حضرات معاملہ مزارعت کو ناجائز و باطل کہتے ان کا مطلب یہ تھا کہ اسلام اور قرآن وحدیث کی رو سے یہ ناجائز اور باطل معاملہ ہے اور جو اسے جائز سمجھتے اور صحیح کہتے ان کا مطلب بھی یہ تھا کہ اسلام اور قرآن وحدیث کی رو سے یہ معاملہ جائز و صحیح ہے اور ظاہر ہے کہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ایک ہی معاملہ اسلام میں جائز بھی ہو اور ناجائز بھی، صحیح بھی ہو اور باطل بھی، حلال بھی ہو اور حرام بھی کیونکہ یہ کھلا ہوا تضاد اور عیب ہے جو کسی صحیح دین کی تعلیمات میں نہیں ہو سکتا۔"(۳)

مولانا طاسین فقہاء کے اس تضاد پہ اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"یہ ماننا پڑے گا کہ فقہاء کے مذکورہ دو مختلف اقوال میں سے ایک قول صحیح اور اسلامی اور دوسرا قول باطل و غیر اسلامی ہے اور یہ کہ دو فریقوں میں سے ایک فریق حقیقت حال کو سمجھنے سے قاصر رہا اور اس نے غلطی کھائی ہے اور اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں کیونکہ مجتہد کی رائے کبھی خطا ہوتی ہے اور کبھی صواب اور خطا پر بھی اسے ایک اجر ملتا ہے۔"(۴)

فقہاء کے اختلاف کے تجزیئے کی ضرورت

مولانا طاسین مزارعت کے حوالے سے فقہاء کے اس اختلاف اور ان کے دیئے گئے دلائل پہ تحقیق کرنے کی دعوت دیتے ہیں تا کہ یہ سمجھنے میں آسانی ہو کہ کون سے فریق نے اس معاملے کو سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے۔ بقول مولانا محمد طاسین "مذکورہ دو اقوال میں سے کون سا قول صحیح اور مطابق اسلام اور کون سا غلط اور خلاف اسلام ہے؟ اس کا تعین اگر ہو سکتا ہے تو صرف ان دلائل کے تحقیقی جائزے سے ہو سکتا ہے جو ہر فریق نے اپنے اپنے قول کی تائید و تصویب میں پیش کیے ہیں اور آج اس تعین کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ اس کے بغیر اسلام کے معاشی نظام کا تعین نہیں ہو سکتا جس کی آج نہایت شدت کے ساتھ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے۔"(۵)

مزارعت کے اس معاملے کو عصر حاضر میں واضح کرنے کی ضرورت کے حوالے سے مولانا طاسین رقمطراز ہیں:

''آج مختلف معاشی نظاموں کی وجہ سے دنیا کے جو حالات ہیں ان کا تقاضہ اور اسی طرح آج ہماری جو تعلیم یافتہ اور ذہین نسل ہے اس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اسلام کے معاشی نظام کو علمی و نظری طور پر ایک متعین شکل میں پیش کیا جائے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلایا جائے کہ اسلام کا معاشی نظام، سرمایہ دارانہ معاشی نظام اور اشترا کی معاشی نظام سے بنیادی طور پر کیسے مختلف اور افادی طور پر کیسے بہتر و افضل ہے۔ لیکن اسلام کے معاشی نظام کو ایک متعین شکل میں اس وقت تک نہیں پیش کیا جا سکتا جب تک منجملہ بعض دوسرے معاملات کے معاملہ مزارعت کے متعلق یہ متعین نہ ہو جائے کہ یہ اسلام میں ایک جائز و درست معاملہ ہے یا ناجائز و نادرست معاملہ۔'' (۶)

مولانا محمد طاسین نے اس مسئلے کو نہایت زور شور سے اٹھایا کہ مزارعت کے معاملے میں وضاحت ضروری ہے۔ائمہ کے اختلافات کی پیروی کرنا امت مسلمہ کے لیے نقصان کا باعث ہو سکتا ہے۔لہٰذا وہ تمام علماء کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ مل بیٹھ کر تحقیق سے اس معاملہ پہ واضح موقف بنائیں۔مولانا لکھتے ہیں:

''آج یہ کہہ دینا کہ مزارعت ائمہ مجتہدین میں سے فلاں امام کے نزدیک اصولی طور پر ناجائز و باطل اور فلاں امام کے نزدیک بنیادی طور پر جائز و حلال ہے، نہ صرف یہ کہ اسلام اور مسلمانوں کے لیے مفید نہیں بلکہ سراسر مضر و نقصان دہ ہے۔لہٰذا علماء اسلام کا فرض ہے کہ وہ اجتماعی اجتہاد کے ذریعے یہ متعین و واضح کریں کہ اسلام میں مزارعت کی صحیح اور حقیقی پوزیشن و حیثیت کیا ہے؟'' (۷)

مزارعت کی شرعی حیثیت کے بارے میں مولانا طاسین کی تحقیق

مولانا طاسین مزارعت کے قائل نہیں تھے ان کا نکتہ نظر یہ تھا کہ مزارعت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ناجائز اور باطل ہے۔وہ اپنے اس موقف کو باقاعدہ تحقیقی کسوٹی پہ پرکھ کے پیش کرتے ہیں۔اور اس کی شرعی حیثیت کے بارے میں بحث کے لیے درج ذیل ترتیب سے اپنی تحقیق نتائج پیش کرتے ہیں:

۱۔ قرآن حکیم کی تعلیمات اور مزارعت

۲۔ احادیث مبارکہ اور مزارعت

۳۔ آثار صحابہؓ و تابعین اور مزارعت

۴۔ ائمہ مجتہدین اور مزارعت

۵۔ قیاسی و عقلی دلائل اور مزارعت

مولانا کی تحقیق کا اسی ترتیب سے جائزہ لیتے ہیں۔

ا۔قرآن حکیم کی تعلیمات اور مزارعت

مولانا طاسین قرآن حکیم کو حقیقی ماخذ قرار دیتے ہوئے اس معاملے کے لیے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتے ہیں۔مولانا کے بقول ''قرآن مجید اصول ومبادی اور بنیادی افکار وتصورات کے لحاظ سے جامع وکامل کتاب ہدایت ہے۔یعنی اس کے اندر وہ اصول کلیہ اور مبادی عامہ بتمام وکمال موجود ہیں جو حیات انسانی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھتے اور ہر شعبہ کے جزوی مسائل کے لیے راہنمائی وروشنی دیتے ہیں اور ان کی راہنمائی وروشنی میں ہر مسئلے کا قرآنی حل سمجھا اور دریافت کیا جاسکتا ہے۔''(۸)

معاملہ مزارعت کے حوالے سے قرآن حکیم کی رہنمائی بارے مولانا طاسین لکھتے ہیں:

''قرآن مجید میں نہ صراحت کے ساتھ معاملۂ مزارعت کا ذکر ہے نہ خصوصیت کے ساتھ اس کا کہ وہ حلال وجائز ہے یا حرام وناجائز، البتہ قرآن مجید کے اصل کل کی روشنی میں اس کے متعلق قرآنی حکم ضرور معلوم کیا جاسکتا ہے اگر یہ معاملہ بیع کے مشابہ ہے تو ازروئے قرآن حلال وجائز اور معاملہ ربوٰ کے مماثل ہے تو حرام وباطل ہے۔''(۹)

مزارعت قرآنی اصول کی روشنی میں مثل ربوٰ ہے

مولانا طاسین مزارعت کے معاملے میں قرآن حکیم کے اس حکم کو ''واحل اللہ البیع و حرم الربوٰ۔''(۱۰)

ترجمہ:اور اللہ نے معاملہ بیع کو حلال اور معاملہ ربوٰ کو حرام ٹھہرایا۔

بنیاد بناتے ہیں، لکھتے ہیں کہ

''اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ ہر وہ معاشی معاملہ جو اپنی ماہیت وحقیقت، بناوٹ وساخت، روح واسپرٹ اور اپنے اثرات ونتائج کے لحاظ سے معاملہ بیع کے مشابہ ومماثل ہو وہ حلال وجائز اور ہر وہ معاملہ جو اپنی حقیقت وماہیت، اپنی روح وغایت اور اپنے اثرات ونتائج کے لحاظ سے معاملہ ربوٰ سے مماثلت ومشابہت رکھتا اور ملتا جلتا ہو وہ حرام وناجائز ہے۔اسی طرح اس آیت میں گویا دو قاعدے کلیے بیان کیے گئے ہیں جن کی روشنی میں کثیر التعداد معاشی معاملات کے بارے میں قرآنی حکم معلوم کیا جاسکتا ہے۔''(۱۱)

اب مولانا طاسین مزارعت کے معاملے کو اس آیت کریمہ کی روشنی میں زیر بحث لاتے ہیں لکھتے ہیں:

''اس کا گہرائی کے ساتھ تجزیہ کرتے اور تحقیقی جائزہ لیتے ہیں تو یہ معاملہ، معاملہ بیع نہیں بلکہ معاملہ ربوٰ سے مماثل ومشابہ نظر آتا ہے، وہ یوں کہ جس طرح معاملہ ربوٰ میں سود خور کے لیے اس کی اصل رقم اس کے حق میں محفوظ

رہتی اور معاملہ ختم ہونے پر اس کو بے کم وکاست پوری ملتی ہے، اسی طرح معاملہ مزارعت میں مالک کے لیے زمین محفوظ رہتی اور معاملہ ختم ہونے پر پوری کی پوری اسے واپس ملتی ہے۔کاشت کے بعد اس کی قیمت ومالیت میں کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی یعنی ایسا نہیں ہوتا کہ ایک زمین کی قیمت کاشت سے پہلے مثلاً! ایک ہزار روپے فی ایکڑ تھی تو کاشت ہو جانے کے بعد اس کی قیمت نوسو روپے فی ایکڑ رہ جاتی ہو بلکہ اس کے برعکس بعض دفعہ یہ ضرور ہوتا ہے کہ ایک بنجر زمین کو کاشت کار خوب محنت سے بناتا اور کھاد پانی وغیرہ صحیح طور پہ دیتا ہے تو کاشت سے اس کی قدر وقیمت کچھ بڑھ جاتی ہے۔نیز جس طرح معاملہ ربوٰ میں زائد مال کے عوض سودخوار کی طرف سے کوئی پیداوار محنت وغیرہ موجود نہیں ہوتی جو اسے زائد مال کا حقدار ٹھہراتی ہو، اسی طرح معاملہ مزارعت میں مالک کاشت کار سے پیداوار کا جو حصہ یا نقد وغیرہ لیتا ہے اس کے عوض اور بالمقابل مالک کی طرف سے نہ کوئی پیدا آور محنت ہوتی ہے اور نہ کوئی اور ایسی شے جو اسے اس پیداوار وغیرہ کا حق دار بناتی ہو، لہٰذا جس طرح معاملہ ربوٰ میں سودخوار دوسرے کا مال ناحق طور پر لیتا ہے اسی طرح معاملہ مزارعت میں مالک زمین، کاشت کار کا مال ناحق طور پر لیتا ہے اور پھر جس طرح معاملہ ربوٰ میں ایک فریق رضا وخوشی کے ساتھ نہیں بلکہ مجبوری کے تحت شریک ہوتا ہے کہ اس کے پاس حسب ضرورت اپنا مال نہیں ہوتا، اسی طرح معاملہ مزارعت میں بھی ایک فریق یعنی مزارع حقیقی رضا وخوشی کے ساتھ نہیں بلکہ اس مجبوری کے تحت شریک ہوتا ہے کہ اس کے پاس حسب ضرورت اپنی زمین نہیں ہوتی۔اس کا ثبوت یہ ہے کہ حسب ضرورت جس کے پاس اپنی زمین ہو وہ کبھی مزارعت پہ دوسرے کی زمین کاشت نہیں کرتا کیونکہ اپنی زمین کاشت کرنے سے اپنی پوری پیداوار ملتی ہے جبکہ مزارعت پر دوسرے کی زمین کاشت کرنے سے پیداوار کا ایک حصہ ملتا ہے اور ظاہر ہے کہ کوئی بھی خوشی کے ساتھ پورے کی بجائے ادھورے کو اختیار نہیں کرتا۔‘‘(۱۲)

بغیر محنت کے زمین کی اجارہ داری کے تصور کو مولانا اس انداز میں رد کرتے ہیں ’’قرآن مجید کے نزدیک شخصی ملکیت کا اصل سبب اور حقیقی فلسفہ وہ مفید اثرات ہیں جو کسی شخص کی سعی ومحنت سے وجود میں آتے ہیں اور کسی قدرتی شے کے ساتھ قائم ہو جاتے ہیں اور پھر اس سے یہ مطلب بھی نکلتا ہے کہ کسی شے کے متعلق کسی شخص کی ملکیت اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک اس شے کے ساتھ اس کی محنت کے اثرات قائم رہتے ہیں۔چنانچہ اگر کسی طرح سے وہ اثرات زائل وختم ہو جائیں تو یہ شخصی ملکیت زائل اور ختم ہو جاتی ہے۔اور وہ شے اپنی سابقہ حالت کی طرف لوٹ جاتی ہے اور اس سے انتفاع کا حق تمام انسانوں کے لیے عام اور یکساں ہو جاتا ہے۔‘‘(۱۳)

اس بحث کے بعد مولانا طاسین نتیجہ کے طور پہ بیان کرتے ہیں کہ ''معاملہ مزارعت اپنی حقیقت و ماہیت، اپنے مضمرات ومقتضیات اور اپنے نتائج واثرات کے لحاظ سے معاملہ ربٰو کے مشابہ ومماثل نظر آتا ہے لہٰذا جو حکم ربٰو کا ہے وہی اس معاملہ کا بھی ہے۔''(۱۴)

۲۔احادیث مبارکہ اور مزارعت

مولانا طاسین نے ایسی احادیث مبارکہ جو کہ مزارعت کے جواز میں پیش کی گئی ہیں کا نسخ اور ترجیح کے اصول پہ جائزہ لیا۔نسخ کے حوالے سے تحقیقی جائزہ میں انہوں نے ان احادیث مبارکہ کو زیر بحث لایا اور پھر وہ احادیث جن میں مزارعت کو فسخ کا حکم موجود ہے کو زیر بحث لائے۔اور یہ نقطہ نظر پیش کیا کہ ''مزارعت سے متعلق متعارض احادیث کا جب اصولی ضابطے کی روشنی میں جائزہ لیتے اور سب سے پہلے ان کو نسخ کے طریقے سے دیکھتے ہیں تو نظر آتا ہے کہ ان میں سے بعض منسوخ اور بعض ناسخ ہوسکتی ہیں کیونکہ جس معاملہ مزارعت سے ان کا تعلق ہے اس میں نسخ ہوسکتا ہے۔نیز ان کے اندر ایسے لفظی ومعنوی قرائن وشواہد بھی پائے جاتے ہیں جن سے بلحاظ زمانہ بعض کا متقدم اور بعض کا متاخر ہونا معلوم ہوتا ہے یعنی ان سے صاف طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ میں مزارعت کا عام رواج تھا۔دوسرے لوگوں کی طرح مسلمان بھی مزارعت پر زمینیں کاشت کے لیے دیتے تھے اور ایک عرصہ تک آپؐ نے ان کو اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ اس عرصہ میں مسلمان ربٰو تک کا لین دین کرتے تھے۔اس سے بھی ان کو نہیں روکا گیا جس کی وجہ یہ کہ اب تک اس بارے میں قرآن مجید کے اندر کوئی حکم نازل نہیں ہوا تھا(۱۵)۔رسول اللہ ﷺ خاموش رہے بلکہ بعض احادیث سے ایسا بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ایک صحابی نے آپ سے پوچھا کہ میں اپنی زمین دوسرے کو مزارعت پر دے سکتا ہوں تو آپؐ نے نفی واثبات میں کوئی جواب نہ دیا اور سکوت فرمایا۔۔۔البتہ جب تحریم ربٰو کی آیات آخر میں نازل ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ نے ربٰو سے مشابہ مماثل ہونے کی وجہ سے مخابرت ومزارعت سے بھی منع فرمایا۔''(۱۶)

مزارعت کے حوالے سے نسخ ترجیح اور جمع وتطبیق کے قاعدوں سے احادیث کا جائزہ

مولانا محمد طاسین نے نسخ کے بعد متعارض احادیث کا ترجیح کے پندرہ قاعدوں اور ضابطوں کی روشنی میں جائزہ لیا اور اس نتیجہ پہ پہنچے کہ وہ احادیث جو مزارعت کے عدم جواز پر دلالت کرتی ہیں صاف طور پہ راجح اور جواز پر دلالت کرتی ہیں مرجوح نظر آتی ہیں۔مولانا لکھتے ہیں

''جو حضرات جواز مزارعت کے دعویدار ہیں وہ اپنے دعوے کے ثبوت میں بالخصوص دو احادیث پیش کرتے ہیں ایک حدیث خیبر، اور دوسری حضرت طاؤس کی روایت کردہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی وہ حدیث جس سے مزارعت کا غیر اولیٰ اور غیر اخلاقی معاملہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔۔۔جو حضرات مزارعت کے عدم جواز کے

قائل ہیں وہ حضرت جابرؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت ابو سعید الخدریؓ، حضرت ظہیر بن رافعؓ، حضرت رافع بن خدیجؓ، حضرت عائشہ صدیقہؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ثابت بن الضحاک، حضرت سعدؓ بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عبداللہؓ بن عباس کی احادیث سے استدلال کرتے ہیں۔ان حضرات کی احادیث جن وجوہ کی بنا پر حدیث خیبر پر ترجیح رکھتی اور راجح قرار پاتی ہیں ان میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ حدیث خیبر فعلی حدیث ہے اور یہ قولی احادیث ہیں۔دوسری وجہ یہ کہ حدیث خیبر مزارعت کی اباحت پر دلالت کرتی ہے اور یہ احادیث اس کی حرمت پر دلالت کرتی ہیں، تیسری وجہ یہ کہ حدیث خیبر ایک مخصوص جزوی واقعہ سے تعلق رکھتی اور ایک محدود اور مقید حکم پر دلالت کرتی ہے جبکہ یہ دوسری احادیث اپنے اندر عموم کے ساتھ ایک کلی قانون رکھتی ہیں، چوتھی وجہ یہ کہ حدیث خیبر میں جس معاملے کا ذکر ہے وہ یقینی طور پر مزارعت نہیں بلکہ اس کے متعلق جہاں یہ احتمال بھی ہے کہ مزارعت نہ ہو بلکہ خراج مقاسمت کا معاملہ ہو جبکہ ان دوسری احادیث میں جو نہی مزارعت پر دلالت کرتی ہیں۔مزارعت کی تصریح ہے۔پانچویں وجہ یہ کہ حدیث خیبر اپنے اصل کے لحاظ سے ایک ہی حدیث ہے جبکہ اس کے مقابلہ میں دوسری احادیث اپنے اصل کے اعتبار سے متعدد احادیث ہیں۔چھٹی وجہ یہ کہ حدیث خیبر کی کسی دوسری مرفوع حدیث سے تائید نہیں ہوتی جبکہ اس کے بالمقابل ہر حدیث کی دوسری احادیث سے تائید ہوتی ہے، ساتویں وجہ یہ کہ حدیث خیبر قرآن مجید اصولی تصور بیع سے مطابقت نہیں رکھتی جبکہ یہ احادیث اس اصولی تصور سے مطابقت رکھتی ہیں، آٹھویں وجہ یہ کہ حدیث خیبر کے راویوں جیسے عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، ابو ہریرہ اور جابر بن عبداللہؓ کا فتویٰ اور عمل حدیث خیبر کے خلاف تھا یعنی مزارعت کو ناجائز سمجھتے اور کہتے تھے۔جبکہ اس کے بالمقابل دوسری احادیث کے راویوں کا فتویٰ اور عمل ان کے مطابق تھا۔جیسے حضرت جابر، حضرت رافع بن خدیج، ظہیر بن رافع اور اسید بن ظہیر وغیرہ۔نویں وجہ یہ کہ حدیث خیبر میں جس معاملے کا ذکر ہے اگر بالفرض اسے مزارعت کا معاملہ مان لیا جائے تو غیر مسلم ذمیوں کی حد تک اس کا جواز حتمی ہوگا۔لیکن مسلمانوں کی حد تک حتمی نہ ہوگا کیونکہ اس میں کوئی ایسے الفاظ موجود نہیں جو مسلمانوں کے درمیان اس کے جواز پر دلالت کرتے ہیں، جبکہ نہی مزارعت والی احادیث میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو پوری صراحت کے ساتھ مسلمانوں کے مابین اس معاملہ کے عدم جواز پر دلالت کرتے ہیں، دسویں وجہ یہ کہ حدیث خیبر میں ایسے الفاظ موجود ہیں جو یہ بتلاتے ہیں کہ یہود کی حد تک بھی یہ معاملہ عارضی اور خاص حالات کے ساتھ مشروط مقید تھا یعنی مستقل اور مطلق نہ تھا جس کا مطلب یہ کہ اس حدیث مزارعت کا جو جواز مستنبط ہوتا ہے وہ عارضی اور مقید ہے جبکہ نہی مزارعت والی احادیث سے جو عدم جواز ثابت ہوتا ہے وہ مستقل اور مطلق ہے۔میں صرف ان دس وجوہات کے بیان پہ اکتفا کرتا ہوں ورنہ اور بھی کئی وجوہ ہو

سکتی ہیں جن کی بنا پر حدیث خیبر کے بالمقابل نہی مزارعت والی احادیث کو ترجیح حاصل ہے اور وہ اس کے مقابلہ میں زیادہ قابل اعتماد ہیں۔(۱۷)

خیبر کی حدیث(۱۸) کے تقابلی تجزیئے کے بعد مولانا طاسین حضرت طاؤس کی حدیث کے ضمن میں تحقیقی تجزیہ پیش کرتے ہیں ''دوسری حدیث کو لیجیے جو حضرت ابن عباس کی طرف منسوب ہے اور جس کے واحد راوی حضرت طاؤس بن کیسان ہیں اور جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ گو کراہیت کے ساتھ سہی لیکن مزارعت جائز ہے بالفاظ دیگر اگرچہ اخلاقاً نہ سہی لیکن قانوناً جائز ہے۔ترجیح کے طریقہ سے جب اس حدیث کا نہی مزارعت والی احادیث سے موازنہ کیا جائے تو کئی وجوہ سے یہ حدیث مرجوح اور عدم جواز والی احادیث راجح نظر آتی ہیں: مثلاً پہلی وجہ یہ ہے کہ اس حدیث میں ابن عباسؓ نے رسول اللہﷺ کے حوالے سے جو بات فرمائی ہے یعنی یہ کہ رسول اللہﷺ نے مزارعت کو نہ حرام کہا اور نہ اسے روکا ہے بلکہ بطور ترغیب صرف یہ فرمایا ہے کہ تمہارے لیے بہتر یہ ہے کہ تم اپنی زمین دوسرے کو کاشت کے لیے بلا معاوضہ دے دو۔یہ بات دراصل ان الفاظ کے ساتھ رسول اللہﷺ کی بات نہیں بلکہ ابن عباس کی بات ہے۔جو انہوں نے کسی حدیث سے بذریعہ اجتہاد و استنباط سمجھی اور پھر اپنے الفاظ میں بیان فرمائی۔لہٰذا اس حدیث سے مزارعت کا جو جواز نکلتا ہے اسے قطعیت کے ساتھ ابن عباس کی طرف تو منسوب کیا جا سکتا ہے لیکن رسول اللہﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا اور اس حدیث کی بنیاد پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ رسول اللہﷺ نے مزارعت کو جائز فرمایا ہے جبکہ اس کے بالمقابل مزارعت کے عدم جواز والی احادیث ہیں ان میں خود رسول اللہﷺ کے ایسے الفاظ مذکور ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اللہﷺ نے مزارعت کو ناجائز فرمایا۔دوسری وجہ یہ کہ حضرت ابن عباس کی یہ حدیث مزارعت کی اباحت پر دلالت کرتی ہے۔جبکہ اس کے بالمقابل دوسری احادیث اس کی تحریم پر دلالت کرتی ہیں۔تیسری وجہ یہ کہ اس حدیث کے راوی رسول اللہﷺ سے صرف ابن عباس ہیں اور عدم جواز والی احادیث کے راوی رسول اللہﷺ سے متعدد صحابہ کرامؓ ہیں۔چوتھی وجہ یہ کہ ابن عباس سے اس حدیث کو روایت کرنے والے صرف ایک تابعی طاؤس بن کیسان ہیں حالانکہ عدم جواز والی احادیث کو روایت کرنے والے تابعین کی بڑی جماعت ہے۔پانچویں وجہ یہ کہ حضرت ابن عباس کی اس حدیث کی دوسری متعدد احادیث سے تائید نہیں ہوتی جبکہ عدم جواز والی ہر حدیث کی دوسری متعدد احادیث سے تائید ہوتی ہے۔چھٹی وجہ یہ کہ حضرت ابن عباسؓ کا تعلق زراعت پیشہ خاندان سے نہیں بلکہ تجارت پیشہ خاندان سے تھا لہٰذا معاملہ مزارعت کا ان سے براہ راست کوئی تعلق نہ تھا، جبکہ حضرت جابرؓ، حضرت ظہیرؓ، حضرت اسیدؓ، حضرت رافع بن خدیج وغیرہ کا انصار کے زراعت پیشہ خاندانوں سے تعلق تھا لہٰذا یہ معاملہ ان کے گھر کا معاملہ تھا۔ساتویں وجہ یہ کہ اس حدیث کے راوی خود ابن عباسؓ کا فتویٰ اس کے خلاف تھا اور وہ مزارعت کو فاسد معاملہ کہتے اور اس سے روکتے تھے جیسا کہ پیچھے نقل کردہ بعض روایات سے ظاہر ہوتا ہے، حالانکہ اس کے بالمقابل احادیث کے راویوں کا فتویٰ اور عمل اپنی روایت کردہ احادیث کے خلاف ثابت نہیں۔آٹھویں وجہ یہ کہ ابن عباسؓ

کی یہ حدیث قرآنی تصور معاملات کے مطابق نہیں جبکہ عدم جواز والی احادیث اس کے مطابق ہیں۔نویں وجہ یہ کہ ترجیح کے قاعدوں میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ متعارض حدیثوں میں سے جس کے اندر زجر وتہدید اور عذاب کی دھمکی ہو اسے بالمقابل حدیث پر ترجیح ہوتی ہے اور چونکہ مزارعت کے عدم جواز والی احادیث میں سے بعض کے اندر اس معاملہ کو نہ چھوڑنے والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے جنگ کی تہدید اور دھمکی ہے۔لہٰذا اس حدیث ابن عباسؓ پر ان کو ترجیح حاصل ہے۔اسی طرح دو متعارض حدیثوں میں سے جس حدیث کے الفاظ میں زیادہ اختلاف ہو اس پر اس دوسری حدیث کو ترجیح ہوتی ہے جس کے الفاظ میں اختلاف نہ ہو یا کم اختلاف ہو،اور چونکہ حضرت طاؤس کی روایت کردہ ابن عباسؓ کی زیر بحث حدیث میں بہت زیادہ اختلاف ہے۔''(۱۹)

مولانا طاسین ترجیح کی بنیاد پہ تجزیہ کرنے کے بعد لکھتے ہیں ''غرضیکہ مزارعت کے متعلق حضرت طاؤس کا موقف خاصہ مشتبہ اور کمزور ہے جو ان کی روایت کو تقریباً نا قابل اعتبار بنا دیتا ہے۔''(۲۰)

آخر میں مولانا نے مزارعت کے جواز اور عدم جواز میں پیش کی جانے والی احادیث کا جائزہ جمع وتطبیق کے اصولوں کی روشنی میں لیا۔اور مزارعت کے حوالے سے اپنا واضح نقطہ نظر ان الفاظ میں پیش کیا:

> ''میرا مقصد چونکہ مزارعت کے جواز وعدم جواز سے بحث کرنا ہے جو دو مسلمانوں کے مابین طے پاتی ہے۔لہٰذا اس مزارعت کا ثبوت نہ حدیث خیبر سے فراہم ہوتا ہے اور نہ کسی دوسری صحیح اور راجح حدیث سے، بلکہ اس کے برعکس کثیر التعداد مرفوع احادیث سے واضح طور پر اور قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ زیر بحث مزارعت جائز نہیں۔''(۲۱)

۳۔آثار صحابہؓ وتابعین اور مزارعت

مولانا محمد طاسین نے مزارعت کے حوالے سے صحابہؓ وتابعین کی آراء کا انتہائی تفصیل اور گہرائی سے مختلف پہلووں سے تجزیہ کیا ہے۔مولانا صحابہ اکرام کو معصوم عن الخطاء نہیں مانتے،تاہم بعد میں آنے والے حضرات کی بنسبت محفوظ مانتے ہیں،لہٰذا کی اجتہادی آراء میں صواب وخطا کا احتمال ہوتا ہے۔مولانا نے آثار صحابہؓ وتابعین کی روایات کو زیر بحث لایا ہے۔جو مختلف ائمہ احادیث نے نقل کی ہیں۔سب سے پہلے حضرت امام بخاری کے ''ترجمۃ الابواب'' میں نقل کردہ آثار کا ذکر کیا،مولانا سید محمد انور شاہ اور مولانا زکریا مہاجر مدنی کی آراء بھی پیش کی ہیں۔ان پر مدلل انداز سے بحث کی،مختلف کتب میں جو متن کا اختلاف ہے اسے علمی انداز سے واضح کیا اور اس سلسلے کے سب سے اہم تر ''حضرت ابو جعفر'' پر مدلل بحث کی اور اس حقیقت کو واضح کیا کہ اس میں محض اتنی بات ہے کہ حضرت ابو جعفر کی اولاد مزارعت کا معاملہ اختیار کیے ہوئے تھی۔مولانا لکھتے ہیں ''حضرت ابو جعفر کے زمانے میں مہاجرین کی اولاد کا مزارعت پر عمل درآمد تھا تو اور یہ چیز مزارعت

کے جواز کی دلیل نہیں بن سکتی، کیونکہ کسی معاملے کے جواز وعدم جواز کا اصل دارومدار کتاب وسنت اور قرآن وحدیث کے دلائل پر ہے۔ مسلمانوں کا جو تعامل کتاب وسنت کے مطابق ہو وہ جائز وصحیح ہے اور جو مخالف ہو وہ ناجائز وغیر صحیح۔" (۲۲)

مولانا طاسین نے صحابہؓ وتابعین کے وہ آثار بھی بڑی کثرت سے نقل کیے ہیں جو مزارعت کے عدم جواز پر دلالت کرتے ہیں ان حضرات میں بڑی نامور اور اہم شخصیات ہیں جن میں سے ہر ایک کی جلالت علمی کا اپنا ایک مقام ہے۔ صحابہ وتابعین کی ایک بڑی تعداد کی روایات کو زیر بحث لانے کے بعد مولانا آخر میں خلاصہ کے طور پہ لکھتے ہیں "علماء تابعین کی اتنی بڑی تعداد کا مزارعت کو ناجائز سمجھنا اس پر دلالت کرتا ہے کہ یہ حضرات ان احادیث نبویہ کو صحیح، راجح اور ناسخ سمجھتے تھے جو نہی مزارعت سے متعلق تھیں، نیز اس پر بھی دلالت کرتا ہے کہ ان ک نزدیک معاملہ خیبر مزارعت کا معاملہ نہ تھا ورنہ وہ کبھی مزارعت کو ناجائز نہ کہتے کیونکہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکرؓ آخر دم تک اور پھر حضرت عمر فاروق بھی کچھ عرصہ تک اس پر قائم رہے، مطلب یہ کہ اگر یہ معاملہ مزارعت کا معاملہ ہوتا تو کہنا تو درکنار کوئی اس کے ناجائز ہونے کا تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔" (۲۳)

۴۔ ائمہ مجتہدین اور مزارعت

مولانا محمد طاسین نے مزارعت کے حوالے سے ائمہ اربعہ کی آراء کا بھی پوری تحقیق سے جائزہ لیا ہے۔ اس حوالے سے مولانا ائمہ اربعہ کی بنیادی کتابوں کے مطالعہ پہ زور دیتے ہیں اور یہ واضح کرتے ہیں کہ بعد میں آنے والوں نے ائمہ کی درست ترجمانی نہیں کی اس سلسلے میں لکھتے ہیں "صدیوں بعد لکھی ہوئی متاخرین کی کتابوں پر اس سلسلہ میں تمام تر انحصار نہیں ہونا چاہیے کیونکہ بعد کے فقہاء عموماً اپنے امام کے موقف سے ہٹ گئے اور بعض نے اپنے امام کے موقف کی غلط ترجمانی کی جس کا سب سے بڑا سبب ان کے زمانوں کے مخصوص معاشی، معاشرتی اور سیاسی حالات تھے، بہرحال جب اصل اور بنیادی کتابیں دستیاب ہیں تو انہی پر اعتماد و بھروسہ کرنا چاہیے۔" (۲۴)

مولانا نے امام ابوحنیفہ کا موقف بیان کیا اس کی وضاحت کے لیے قاضی ابو یوسف کے اقوال پیش کیے گئے مثلاً وہ "کتاب الخراج" میں کمال دیانت داری سے حضرت الامام کا موقف لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ ان لوگوں میں سے ہیں جو مزارعت ومساقات کی ہر شکل کو برا اور ناجائز فرماتے ہیں۔ (۲۵)

مولانا امام ابوحنیہ کے نقطہ نظر کا تجزیہ اور بحث کرنے کے بعد اس نتیجے پہ پہنچتے ہیں کہ مزارعت کے عدم جواز سے متعلق امام ابوحنفہ کے دلائل ثابت اور واضح کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک یہ معاملہ بنیادی طور پر ایک ممنوع اور ناجائز معاملہ تھا اور وہ اس کی کسی شکل کو جائز ودرست نہ سمجھتے تھے۔

اسی طرح مولانا نے امام مالک کے موقف کو بھی زیر بحث لایا، ان کی کتب، الموطا، اور المدونۃ الکبریٰ کے اقوال کو زیر بحث لانے کے بعد مولانا لکھتے ہیں "مخابرت ومزارعت کے ممنوع وناجائز ہونے پر امام مالک، ان کے تلامذہ اور دیگر تمام

مالکی علماء وفقہاء کا اتفاق واتحاد تھا۔احناف کی طرح انکے مابین اختلاف نہ تھا،فقہ مالکی کی کتابوں میں مزارعت ومخابرت کے متعلق سرے سے الگ اور مستقل باب ہی نہیں جس طرح فقہ حنفی وشافعی وغیرہ کی کتابوں میں ہے۔(۲۶)

مولانا طاسین نے امام شافعی کی کتاب الام، منہج الطلاب، عمدۃ السالک اور اس کی شرح فیض الالہ المالک، علامہ النوی کی منہاج الطالبین، شیخ السلام زکریا انصاری کی کتاب متن التحریر کے اقوال پیش کیے اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ ''فقہ شافعی کی مختصر اور مطول سب کتابوں میں یہی لکھا ہے کہ مزارعت ومخابرت کا معاملہ الگ اور مستقل حرام اور باطل ہے۔سوائے اس صورت کے کہ معاملہ باغ کا ہو جس کا نام مساقات ہے اور اس کے ضمن میں تبعاً کچھ مزارعت بھی آجائے گی۔اگرچہ بعض شافعی فقہاء کے نزدیک یہ بھی جائز نہیں۔۔۔۔۔۔کچھ علماء جو فقیہ کم اور محدث زیادہ تھے جیسے ابن خزیمہ، ابن المنذر اور خطابی وغیرہ تو وہ جواز مزارعت کی طرف مائل ہوئے۔لیکن فقہاء عام طور پر عدم جواز کے قائل رہے جو امام شافعی کا مسلک تھا۔''(۲۷)

مولانا محمد طاسین نے امام حنبل کے اقوال کا تجزیہ کیا جو ان کی کتاب مختصر الخرقی، علامہ موفق الدین ابن قدامہ کی کتاب المغنی میں مذکور ہیں۔مولانا کے بقول ائمہ اربعہ میں سے امام احمد بن حنبل کے متعلق فقہ حنبلی کی کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مزارعت کی صرف ایک شکل جائز تھی جس میں بیج بھی مالک کی طرف سے ہو اگر بیج بھی کاشت کار کی جانب سے ہو تو مزارعت کی اس شکل کو وہ بھی ناجائز فرماتے تھے۔(۲۸)

مولانا طاسین مزارعت کے عدم جواز کے حوالے سے ائمہ اربعہ کی آراء کا تجزیہ کرنے کے بعد خلاصہ کے طور پر اپنا نقطہ نظر اس طرح بیان کرتے ہیں:

''اس میں کچھ شک نہیں کہ ائمہ مجتہدین میں سے تین، امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا مزارعت کے متعلق قطعی فیصلہ اور طے شدہ موقف تھا کہ یہ معاملہ فاسد، باطل اور مکروہ اور حرام معاملہ ہے۔جس سے مسلمانوں کو ضرور بچنا چاہیے۔چنانچہ جہاں تک مالکیوں اور شافعیوں کا تعلق ہے وہ اپنے اماموں کی تقلید میں مزارعت کو ناجائز سمجھتے ہوئے اس معاملے سے عملاً بچتے رہے۔معلوم ہوا ہے کہ بعض افریقی ممالک میں جہاں مالکیوں کی عظیم اکثریت ہے وہاں مزارعت کا نام ونشان نہیں۔اسی طرح جن ممالک میں شوافع کی بڑی اکثریت ہے وہاں بھی مزارعت کا کوئی راج نہیں۔لیکن مقام افسوس ہے کہ امام ابوحنیفہ کی تقلید کے دعوے دار اور حنفی کہلانے کے باوجود حنفیوں نے مزارعت کے معاملہ میں اپنے امام کے موقف ومسلک کو بری طرح نظر انداز کیا اور باوجود کمزور دلائل کے صاحبین یعنی قاضی ابو یوسف اور امام محمد الشیبانی کے موقف ومسلک کو اختیار کیا اور اس پر عمل پیرا رہے اور ہیں۔اگر کتاب وسنت کے اصولی اور جزوی دلائل کے لحاظ سے صاحبین کا موقف مضبوط اور قوی ہوتا تو ترجیح کی ایک وجہ ہوسکتی تھی لیکن یہاں معاملہ برعکس ہے۔

میں بلاخوف وتردید پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آج بھی اگر کسی عدالت عالیہ کے ججوں کی ایک جماعت کے سامنے اس مسئلہ سے متعلق امام ابوحنفہ کا موقف اوراس کے دلائل، اسی طرح صاحبین کا موقف اوران کے دلائل پیش کیے جائیں تو وہ دلائل کے لحاظ سے امام اعظم کے موقف کو صحیح اور قوی بتلائیں گے۔اوراس کے اسلام کے منشاء اور تصور عدل کے عین مطابق ہونے کے فیصلے دیں گے۔یہ دوسری بات ہے کہ مٹھی بھر مفاد پرست زمینداروں کے لیے وہ قابل قبول نہ ہو۔'' (۲۹)

۵۔قیاسی وعقلی دلائل اور مزارعت

مولانا محمد طاسین مزارعت کے حوالے سے جواز اورعدم جواز کا عقلی وقیاسی دلائل کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔مولانا لکھتے ہیں:

کہ جوحضرات مزارعت کو جائز کہتے ہیں ان کی طرف سے ایک قیاسی دلیل یہ پیش کی گئی ہے کہ مزارعت، مضاربت کی طرح ہے مضاربت جائز ہے تو مزارعت بھی جائز ہونی چاہیے۔اس کا جواب مزارعت کو ناجائز کہنے والوں کی طرف سے یہ دیا گیا کہ مزارعت کو مضاربت پر قیاس کرنا کئی وجوہ سے فاسد اور غلط ہے۔پہلی وجہ یہ کہ اصول فقہ کی کتابوں میں صحت وقیاس۔کے لیے شروط لکھی ہیں ان میں سے ایک یہ کہ مقیس غیر منصوص اور مقیس علیہ منصوص ہونا چاہیے۔یعنی جس مسئلے اور معاملے کو دوسرے پر قیاس کیا جارہا ہے قرآن وحدیث میں اس کا واضح ذکر اورصریح حکم موجود نہ ہو، جبکہ مقیس علیہ یعنی جس پر قیاس کیا جارہا ہے اس کا قرآن وحدیث کی کسی نص میں صراحت کے ساتھ ذکر اور واضح حکم مذکور ہو۔اور یہاں مقیس یعنی مزارعت کا حدیث میں نہایت واضح الفاظ میں ذکر اور حکم موجود ہے لہٰذا قیاس کی سرے سے کوئی ضرورت اور گنجائش ہی نہیں۔اور پھر جس مقیس علیہ یعنی مضاربت پر مزارعت کو قیاس کیا گیا ہے وہ منصوص نہیں یعنی وہ قرآن مجید میں اس کا ذکر اور حکم ہے اور نہ کسی مرفوع حدیث میں اس کے جواز کی کوئی صراحت ہے۔

مولانا طاسین مختلف پہلوؤں سے مذکورہ بالا دلیل کا تفصیلا تجزیہ کرنے کے بعد نتیجہ کے طور پہ لکھتے ہیں ''مزارعت کو مضاربت پر قیاس کرنا کئی وجوہ سے درست نہیں اور بعض چوٹی کے فقہاء نے اس قیاس کو فاسد اور غلط بتایا ہے۔'' (۳۰)

مزارعت کے جواز میں ایک دوسری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ مزارعت اجارے کی طرح کا ایک معاملہ ہے مولانا طاسین نے اس کا تجزیہ کیا آپ لکھتے ہیں ''اس دلیل کا جواب مزارعت کو ناجائز کہنے والوں کی طرف سے یہ دیا گیا ہے کہ اجارے کا جواز خود خلاف قیاس ہے کیونکہ اس میں جس منفعت پر معاملہ ہوتا ہے وہ بالفعل موجود نہیں ہوتی گویا اس میں با لفعل معدوم شے کی خرید وفروخت ہوتی ہے جس کی بعض احادیث میں صریح ممانعت ہے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز خود خلاف قیاس ہو اس پر دوسری چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا لہٰذا اجارے پر مزارعت کا قیاس اصولاً صحیح نہیں ہے۔'' (۳۱)

تو اہل علم و تحقیق کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ مزاعت کے معاملہ پر نظر ثانی فرما کر اس کے اس کی خالص اسلامی شکل میں پیش کریں اور کے بارے میں جو غلط فہمیاں پیدا ہوگئی ہیں انہیں دور کریں اور اس کا غلط استعمال روکیں تا کہ ثابت ہو کی اسلام خاص طبقے کے مفادات کے لیے نہیں ہے بلکہ اس کا ہر حکم، ہر طریقہ عدل و مساوات پر مبنی ہے۔

مراجع وحواشی

(۱) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۶۰، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۲) مجلس ترتیب، المنجد، صفحہ ۴۳۰، کراچی، دارالاشاعت کراچی، ۱۹۷۵ء،

(۳) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۵۷تا۵۸، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۴) ایضاً ص ۵۸　(۵) ایضاً ص ۵۸　(۶) ایضاً ص ۵۸تا۵۹　(۷) ایضاً ص ۵۹

(۸) ایضاً ص ۶۸　(۹) ایضاً ص ۷۴تا۷۵　(۱۰) القران، ۲:۲۷۵

(۱۱) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۷۱، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۱۲) ایضاً ص ۷۵تا۷۶　(۱۳) ایضاً ص ۲۹　(۱۴) ایضاً ص ۷۶

(۱۵) زکریا بن غلام قادر، ماصح من آثار الصحابۃ فی الفقہ، صفحہ ۹۵۳، طبع اول، جدہ، مطبوعہ دار الخراز جدہ سعودی عرب، اشاعت ۲۰۰۰

(۱۶) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۱۳۶، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۱۷) ایضاً ص ۱۴۵تا۱۴۷

(۱۸) سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن ابوداؤد، حصہ دوم، ص ۱۲۵، ۱۲۶، لاہور، مکتبہ رحمانیہ لاہور، س ن،

(۱۹) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۴۸تا۴۹، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۲۰) ایضاً ص ۱۵۷　(۲۱) ایضاً ص ۱۶۶　(۲۲) ایضاً ص ۱۷۵　(۲۳) ایضاً ص ۲۱۳

(۲۴) ایضاً ۲۱۴تا۲۱۵　(۲۵) ابو یوسف، امام، کتاب الخراج ص ۸۸　(۲۶) محمد، امام، جامع الصغیر ص ۱۴۸

(۲۷) النووی، علامہ، منہاج الطالبین، ص ۷۵　(۲۸) ابن قدامہ، موفق الدین، علامہ، المغنی، ج ۵ ص ۵۸۹

(۲۹) محمد طاسین، مولانا، مروجہ نظام زمینداری اور اسلام، ص ۲۳۲، طبع دوم، لاہور، مکتبہ انجمن خدام القران، ۱۹۹۴ء،

(۳۰) ایضاً ص ۲۳۷　(۳۱) ایضاً ص ۲۳۸